

ایک امریکی کا ہندوستان میں تعلیمی سفر

ایریکالی نیلسن



امریکی اور ہندوستانی یونیورسٹیاں، طلبہ، اساتذہ، تحقیقات اور وسائل کے مبادلے کے میدان میں نئی جہتوں اور نئے امکانات کی روشنی میں اپنے قدم آگے بڑھا رہی ہیں۔ اس امریکی کو یہ اولیت حاصل ہے کہ اس کا گریجویٹیشن شروع تو ہو رہا ہے واشنگٹن ڈی سی سے لیکن وہ اپنی ڈگری کو نئی دہلی میں اختتام تک پہنچا رہی ہے۔

میں

نے سرزمین ہندوستان پر ۲۰۰۲ میں قدم رکھا۔ اس وقت میری عمر ۲۰ سال تھی۔ میں نے اپنی زندگی میں پہلی بار امریکہ کے باہر قدم نکالا تھا۔ میری منزل مقصود کوچی، کیرالا تھی جہاں مجھے ایڈیٹوریل انٹرن شپ کرنی تھی۔ ایک نوجوان طالبہ کی حیثیت سے پردیس میں ایک عجیب حیرانگی کا احساس ہو رہا تھا۔ ہندوستان آنے کے پس پشت کوئی رومانوی جذبہ کارفرمانہ تھا۔ مجھے تو بس ہندوستانی انگلش میڈیا نے تحریک دی تھی سو میں کشاں کشاں چلی آئی۔ حق تو یہ ہے کہ ہندوستان، ایشیا کے ان چند مقامات میں سے ایک ہے جہاں ایک صحافی کی حیثیت سے میں کوئی مقامی زبان جاننے بغیر کام کر سکتی تھی۔

چونکہ انٹرن شپ پر میرے اسکول، ایورگرین اسٹیٹ کالج، واشنگٹن اسٹیٹ کی ایک اچھی اور کشادہ پالیسی تھی، اسلئے مجھے چوتھائی سال کا تعلیمی کریڈٹ مل گیا اور اس طرح میں چار مہینوں میں شمالی کیلی فورنیا میں واقع اپنے گھر واپس آ گئی۔ لیکن ہندوستان نے میرے ساتھ بھی وہی سلوک روا رکھا جو سلوک یہ مضطرب قلب اور بے چین روح والے مغربی زائرین سے روا رکھتا ہے۔ ہندوستان نے حسب دستور مجھے بھی اپنی زلف گرہ گیر کا امیر بنا لیا۔ صحافت میں اپنی انڈرگریجویٹ ڈگری حاصل کرنے کے بعد، میں ایک صحافی کی حیثیت سے ہندوستان آئی، بسئیں ایک ہندوستانی سے شادی کی اور نئی طور پر ہندی بیکھی۔

لیکن جلد ہی حالات نے کروٹ بدلی جس کے لئے میں اسپین کی رچن منت ہوں۔ ۲۰۰۷ میں، میرے شوہر اور میں واشنگٹن ڈی سی میں جا رہے۔ اس دوران اسپین کے لئے ایک مضمون میں ان کی مدد کرنے کے سلسلے میں میری ملاقات امریکی سفیر محترم کارل انڈرفرٹھ سے ہوئی

جو وزارت برائے جنوب ایشیائی امور کے سابق نائب وزیر تھے اور جواب جارج واشنگٹن یونیورسٹی (<http://www.gwu.edu/index.cfm>) کے بین الاقوامی امور میں گریجویٹ پروگرام کے انچارج ہیں۔ انھوں نے مجھے مذکورہ بالا یونیورسٹی اور نئی دہلی کے جواہر لال یونیورسٹی کے مابین معاہدہ تعاون کے بارے میں بتایا۔ اس معاہدے کا تعلق دونوں ممالک کے درمیان طلبہ اور اساتذہ کے مبادلوں سے تھا۔

انڈرفرٹھ نے مجھے یہ بھی بتایا کہ اگرچہ ہندوستان سے کئی اساتذہ، پڑھانے کے لئے واشنگٹن تشریف لائے لیکن اہلیات اسکول برائے بین الاقوامی امور کے کسی طالب علم نے جواہر لال نہرو یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کرنے کے زریں موقع کا فائدہ نہیں اٹھایا۔ اسی لئے یہ خیال میرے دماغ میں گوندا گیا کہ مجھے پہلی طالبہ ہونے کا شرف حاصل ہوگا۔

امریکہ میں انڈرگریجویٹ معاملات کے بعد، گریجویٹ اسکول میں داخلہ خود بخود نہیں ہو جاتا جیسا کہ ہندوستان میں اکثر پیشتر ہوتا ہے۔ امریکہ میں اس کے لئے ایک خطیر سرمائے (ٹیوشن) کے لئے ۱۰ ہزار سے لے کر ۳۰ ہزار ڈالرس سالانہ تک کی ضرورت ہوتی ہے اور یہ ایک اہم فیصلہ ہوا کرتا ہے۔ گریجویٹ اسکول جانے کی خواہش ایک مدت مدید سے میرے دل میں پنہاں تھی، اور ہندوستان میں قیام کے دوران میں نے گریجویٹ ریکارڈ امتحان بھی دے ڈالا، لیکن مجھے یہ منہ معلوم تھا کہ مجھے کب اور کہاں جانا ہے۔

خوش قسمتی سے زندگی کبھی کبھی اچانک دست تعاون دراز کر دیتی ہے۔ جارج واشنگٹن یونیورسٹی کا بین الاقوامی امور پروگرام ایک واقع پروگرام ہے جسے امریکہ کی راجدھانی میں واقع ہونے کا شرف حاصل ہے۔ ہندوستان کے موثر ترین اداروں میں سے ایک تعلیمی ادارے کے

ساتھ اس کی وابستگی ایک فال ٹیک تھی۔

نوعمری سے ہی صحافی کی حیثیت سے کام کرنے کے تجربے کے سبب میں نئے افق کی تلاش و جستجو کے لئے ہمہ وقت تیار رہتی ہوں۔ میرا ہدف یہ ہے کہ مجھے ایک ایسا شغل چاہیے جہاں میں دونوں ملکوں کو ایک دوسرے کے قریب لانے کے لئے کام کر سکوں۔

جس طرح امریکہ میں جارج واشنگٹن یونیورسٹی سے حاصل شدہ گریجویٹ ڈگری میرے لئے باعث صداختار ہے، میں سمجھتی ہوں کہ جواہر لال نہرو یونیورسٹی میری تعلیمی سند کو ایک عالمی تناظر بخشنے گی اور ایک امریکی ہونے کی حیثیت سے جنوبی ایشیا کی گہری تعلیم میں میری استعداد میں چار چاند لگا دے گی۔ میں یونیورسٹی کے وسائل اور اساتذہ کے تعاون سے یہاں ایک تحقیقی پروجیکٹ بھی مکمل کرنا چاہتی ہوں۔

جب میں نے ایک گریجویٹ اسکول میں داخلے کے لئے درخواست دی تو لوگوں نے مجھے سو دانی کہا، لیکن میں جانتی تھی کہ جارج واشنگٹن یونیورسٹی میں ہر وہ شے موجود ہے جس کی تلاش میں میں سرگرداں ہوں، اور میں اس سے کم پر کوئی شے قبول کرنے کے لئے تیار نہ تھی۔ پانسہ میرے حق میں پڑا: مجھے داخلہ مل گیا اور میں نے ۲ ستمبر سے بین الاقوامی امور میں ڈگری کی کلاسوں میں حاضری شروع کر دی۔

بیرون ملک تعلیم کی منصوبہ بندی کرنا قدرے دشوار اور پیچیدہ مرحلہ ہوتا ہے۔ جارج واشنگٹن یونیورسٹی کا بین الاقوامی اسٹوڈنٹ آپٹینج پروگرام، دوسرے اداروں کے پروگراموں کی طرح ہی کام کرتا ہے: یہ کسی ایسی غیر ملکی یونیورسٹی، جس سے اس نے شراکت کا معاہدہ کیا ہو کے ۱۰ کیریڈک کریڈٹ منظور کرتا ہے (گریجویٹ ڈگری حاصل کرنے کے لئے کل ۳۰ کریڈٹس کی ضرورت ہوتی ہے)۔ اس لئے انتہائی احتیاط کے ساتھ مجھے اپنے مطالبے کا اس طرح لظلم کرنا تھا کہ میں گریجویٹ اسکول میں اپنے آخری سمسٹر کے دوران ہندوستان روانہ ہونے سے قبل تمام لازمی نصاب مکمل کر لوں۔

آئندہ سال کے دوران، میں اپنے تحقیقی مطالعے کے لئے کسی موضوع کا انتخاب کروں گی، غیر ملک میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے تحفیے کی درخواست دوں گی اور جواہر لال نہرو یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کرنے کی کوشش کروں گی۔ میں یونیورسٹی میں ایک غیر ملکی طالبہ کی حیثیت سے باضابطہ منظوری کے لئے بھی ایک درخواست دوں گی اور نئی دہلی میں اپنی نئی رہائش گاہ کا انتظام کروں گی۔

اگر سب کچھ منصوبے کے مطابق ہو گیا تو میں ۲۰۱۰ میں ہندوستان آ جاؤں گی لیکن اس بار ایک ایسی خود اعتمادی ۲۹ سالہ گریجویٹ طالبہ کی طرح اس ملک میں لوٹوں گی جو میرے احباب و اقارب سے بھرا ہوا ہے۔ میں صرف انگلش ہی پر منحصر نہیں رہوں گی بلکہ اپنی ہندی کو بہتر بنانے کی کاوش کروں گی۔ ہندوستان آنے کے اسباب اب پہلے کے مقابلے میں کہیں زیادہ متنوع اور درو مانوی ہیں۔ میں ہندوستان سے پیار کرتی ہوں اور یہاں واپسی کے لئے مزید انتظار نہیں کر سکتی۔



ایریکالی نیلسن ایک آزاد صحافی اور واشنگٹن ڈی سی میں واقع جارج واشنگٹن یونیورسٹی میں ایک گریجویٹ طالبہ ہیں۔